Q. No. 2 a. (i) سوال نمبر2(الف)(i) **جواب :- ترجمہ :-**

"اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں۔ لیکن اصل میں وہ ایمان والوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ لیکن وہ خود کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔"

Q. No. 2 a. (ii) سوال نمبر2(الف)(II) **جواب :- ترجمہ :-**

"اور وہ لوگ (اللہ کی) عبادت کرنے والے، اس کی حمد کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔ ان کو خوشخبری سنا دیجیے۔"

Q. No. 2 b. (i) سوال نمبر2(ب) (I) **جواب :- مفہوم :-** اس آیت میں

"اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر تمہارے سامنے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو۔ اور نہ ہی انہیں جھڑکو۔ اور ان سے نرم الفاظ میں بات نہ کرو جس سے نفرت کا اظہار ہو۔"

(حصہ دوم)

Q. No. 2 b.(ii) سوال نمبر 2 (ب) (II)

جواب :- مفہوم :- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قتل عمد کی سزا بیان کی ہے۔ کہ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنا ہے اللہ اس کی طرف لعنت کرے گا، اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور اللہ نے اس کے لیے دائمی عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ہاں اگر اللہ چاہیے تو خود اسے جہنم سے نکال دے۔ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا بہت سخت ہے۔

Q. No. 2 c.(i) سوال نمبر 2 (ج) (I)

جواب :- سورۃ بنی اسرائیل میں خرچ کرنے کا اصول بیان کیا ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اتنا باندھ کر بھی رکھو کہ کنوس بن جاؤ اور نہ ہی اتنے خرچ کرو کہ پھر تھکے ہارے رہ جاؤ۔ اس کے علاوہ اس سورۃ میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیطانوں کے بھائی قرار دیا گیا ہے۔

Q. No. 2 c. (ii) سوال نمبر 2 (ج) (II)

جواب :- فعل ماضی :- فعل ماضی سے مراد گزرا ہوا وقت یا زمانہ ہے۔ گزرے ہوئے وقت کو فعل ماضی کہتے ہیں۔ مثال :- دَخَلَ (وہ داخل ہوا) فعل ماضی کے آخر میں تھا، تھی، تھے وغیرہ بھی آتے ہیں۔

Q. No. 2 c. (iii) سوال نمبر 2 (ج) (III)

جواب :- فاسق کی خبر پر حکم ہوا ہے کہ اگر کوئی فاسق شخص کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے بارے میں خوب تحقیق کر لو۔ یہ نہ ہو کہ تم لاعلمی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر پچھتاؤ۔ اس لیے قرآن حکم دیا کہ پہلے خوب تحقیق کرو۔

Q. No. 2 c. (iv) سوال نمبر 2 (ج) (iv)

جواب :- رسول ﷺ نے فرمایا :- "اگر کوئی شخص خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا سو گیا تو اس سے بری دل سے اللہ کا حفاظت کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بار حضرت جبریل ؑ نے مجھے پڑوسی کے حقوق بتائے اور مجھے لگا کہ تر کہ میں پڑوسی کا حصہ بھی مقرر ہو جائے گا۔

Q. No. 2 c. (v) جواب: معاشی مساوات:- سوال نمبر 2 (ج) (v)

آیت: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

ترجمہ:- "اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔"

Q. No. 2 (d). (Page 1) سوال نمبر 2(د) (صفحہ 1)

جواب :-

ترجمہ :-

"مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔"

تشریح :-

اس حدیث میں ہمیں ایک دوسرے پر عائد حقوق کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

ترجمہ :- "بے شک مسلمان (آپس میں) بھائی بھائی ہیں۔"

ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا:-

ترجمہ :- "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہے۔"

جب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہے تو وہ نہ ایک دوسرے پر ظلم کر سکتا ہے نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اتنا کہ وہ محفل نہ ہو۔ اگر مسلمان یہ سمجھ لے کہ اس کا فائدہ میرا فائدہ اور اس کا نقصان میرا نقصان ہے تو وہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ اس طرح مسلمانوں کو ایک دوسروں کی جانوں اور املاک اور عزت کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ اگر ایک کسی پر ظلم کریں تو دوسرے پر فرض ہے کہ وہ

Q. No. 2 (d). (Page 2) سوال نمبر 2(د) (صفحہ 2)

مظلوم کا ساتھ دیں اور حتی الامکان دونوں کے درمیان صلح کروا دیں۔ آج اگر دنیا کے تمام مسلمان آپس میں متحد ہو جائیں۔ تو دنیا کی کوئی طاقت ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی ہے۔ نیز امن کا ایک واحد حصہ بن جائیں گی۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے پر عائد حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور ایک دوسری کی غیبت نہیں کرنی چاہیے۔ جس سے وہ دکھی ہو۔ آپ نے فرمایا: ایک دوسرے کی غیبت کرنا ہے جیسے اپنے بھائی کا مردہ گوشت کھانا ہو۔ اس لیے غیبت سے بغض رہا جائے۔

عملی زندگی سے تعلق:- اس حدیث کے ذریعے ہم سیکھتے ہیں کہ ہم مسلمان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ نیز اس حدیث کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے تعلقات کا جائزہ لینا چاہیے۔

Q. No. 2 e. سوال نمبر 2(ہ)

جواب:-

ظ جملہ اسمیہ ظ

جملہ اسمیہ کے پہلے جزو کو اسم کہتے ہیں۔ **مثال: اللہ غفور** (اللہ بخشنے والا ہے) وغیرہ۔ جملہ اسمیہ کے تین اجزاء ہوتے ہیں۔ مبتدا، خبر اور فعل ناقص۔ جملہ اسمیہ کے مبتدا کو بھی اسم کہتے ہیں اور خبر کو بھی۔ جملے اسمیہ میں مبتدا کو معرفہ جبکہ خبر کو نکرہ کہا جاتا ہے۔ جملہ اسمیہ کے مبتدا کو مسند الیہ اور خبر کو مسند بھی کہتے ہیں۔

جملہ اسمیہ کی مثال:- ظ قرآن کتاب اللہ ظ

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔

مبتدا / مسند الیہ خبر / مسند فعل ناقص

Q. No. 3 (Page 1) سوال نمبر3(صفحہ1)

جواب:-

ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

ترجمہ:- "نہیں ہے محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

انبیاء کرام کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر آپ پر آکر ختم ہو گیا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ گو کہ انبیاءؑ کی تبلیغ و پیغام صرف مخصوص قوموں کے لیے تھا۔ انھوں نے کبھی عالمگیر دعوت و پیغام کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن آپ کی دعوت و تبلیغ عالمگیر ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اپنی کتاب قرآن مجید آپ پر نازل کی۔ آپ کو اللہ نے **نذیر** اور **بشیر** بنا کر بھیجا ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا ہے۔ اس لیے آپ کو خاتم النبیین کہا جاتا ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپ پر مہر ہو گیا۔ مہر کے معنی ختم ہونا۔ اس لیے لفافے پر اس لیے لگائے جاتا ہیں اب اس کے بعد کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ آپ نے خود کیا فرمایا ہے۔ "**میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا**" آپ نے اپنی مثال اس طرح دی:-

"میری اور دوسری انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے کہ جس نے ایک خوبصورت گھر بنایا اور صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ بس میں خود نبوت

Q. No. 3 (Page 2) سوال نمبر 3 (صفحہ 2)

کی وہی آخری اینٹ ہو۔ جس نے اس کی تکمیل کر دی۔
دین کو حق تعالیٰ نے تکمیل تک پہنچانے کے خود خود
اس کا اعلان فرمایا:۔

"ترجمہ:۔ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے
دین کو مکمل کر لیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دی۔"

جس طرح انبیاء کا سلسلہ آپ پر مکمل ہو گیا اسی طرح قرآن
کو بھی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں
کی رہنمائی کے لیے وقفے وقفے سے انبیا کو بھیجا لیکن آج دنیا
ان کے اکثر ناموں سے بھی واقف نہیں۔ اسی طرح اللہ
تعالیٰ نے دنیا میں الہامی کتابیں اتاری لیکن وہ اپنی اصل
صورت میں موجود نہیں۔ ان میں اس قدر تحریف ہو چکی
ہے۔ قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے جس پر کو اللہ نے اپنے محبوب
حضرت محمدؐ پر نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس کی حفاظت کا
ذمہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"ترجمہ:۔ اور ہم ہی نے اسے نازل کیا
اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جس چیز کی ضرورت باقی رہتی ہے اس
کو محفوظ کرتا ہے اور جس چیز کی ضرورت نہیں ہوتی اسے مٹا
دیتا ہے۔ آپ سے پہلے کی کئی شریعتیں بھی اللہ نے ایسی
مٹا دیا ہے۔ اور آپ کی شریعت تا قیامت محفوظ ہے۔
آپ آخری نبی ہے ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا خود آپ نے بھی فرمایا:۔

"ترجمہ:۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔"

Q. No. 4 (Page 1) سوال نمبر 4 (صفحہ 1)

جواب:-

عفت و حیا

عفت و حیا اسلام میں روح رواں اور جان کی حیثیت رکھتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:-

"ہر دین کے کچھ اخلاق ہیں اسلام کا اخلاق حیا ہے۔"

جب کسی آدمی کو دیکھو جس کے چہرے پر ندامت اور شرمندگی کے آثار ظاہر ہو تو سمجھ لو کہ اس کا خمیر زندہ ہے۔ اور جب کسی آدمی کو دیکھو جس پر گناہ کے ارتکاب کا کوئی اثر نہ ہو تو سمجھ لو کہ وہ حیا کے اصل سے خالی ہے۔ عفت و حیا سے انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ عفت و حیا سے خالی ہوتے ہیں وہ وحشی درندے کے مانند ہوتے ہیں وہ حیوانیت میں قدم رکھتے ہیں اور اپنی راہ میں اچھے اچھے جذبات کو روند ڈالتے ہیں۔ حکماء نے عفت و حیا کے تین مراتب بھی بیان کیے ہیں۔

① انسانوں کی ایذا رسانیوں سے باز رہنا۔

② اللہ سے ڈرنا، اپنی نفسانی خواہشات پر قابو رکھنا اور موت سے ڈرنا۔

③ خود انسان کا تنہائی میں اپنے آپ سے حیا کرنا۔

آپ نے عفت و حیا کے بارے میں فرمایا:- ترجمہ:-

"فحش چیز کے ساتھ بھی لگے اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیا جس چیز کے ساتھ لگے اسے زینت دار بنا دیتی ہے۔"

Q. No. 4 (Page 2) سوال نمبر 4 (صفحہ 2)

آپ کو فحش باتوں سے طبعی طور پر نفرت تھی۔ انسان کو چاہیے کہ وہ فحش کی باتیں منہ سے نہ نکالے۔ انسان خود اگر حیادار ہو تو وہ یہ سب باتیں نہیں کرتا ہے۔

اپنے اہل علم اور جن سے سیکھو ان کے ساتھ تمیز سے بات کرنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا:

"میں اس زمانے تک زندہ نہ رہے جس میں اہل علم کی اتباع نہ کی جائے اور بڑوں سے حیا نہ کی جائے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

"جن سے سیکھو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔"

"آپ نے فرمایا کہ اللہ سے پوری پوری حیا کرو۔ تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول! ہم تو پوری پوری حیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے سر کی حفاظت کرو جو اس نے محفوظ ہے۔ اپنے پیٹ کی حفاظت کرو جو کچھ اس نے محفوظ ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا اور اللہ سے ڈرو اور موت کو یاد رکھو جس نے ایسا کیا اس نے پوری پوری حیا کی۔"

آپ پردہ نشین اور باحیا عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ کو بچپن ہی سے عفت و حیا والے تھے۔ آپ نے ہر موقع پر عفت و حیا کو اپنایا اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کو بھی اس کی تلقین کی۔ ہمیں چاہیے کہ آپ کی حدیث و سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم بھی عفت و حیا والے بن جائیں۔ تاکہ دین و دنیا کی کامیابی نصیب ہو۔

Q. No. 5 (Page 1) سوال نمبر 5 (صفحہ 1)

جواب :-

الف :- نبی کریم ﷺ کی بچوں پر شفقت :-

نبی کریم ﷺ کی بچوں سے شفقت و محبت مثالی ہے۔ آپ ﷺ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور سواری کے وقت ان کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیتے تھے۔ ان کو گود میں اٹھایا کرتے تھے۔ گلی میں سے گزرتے وقت بچوں سے لپٹ جاتے اور سلام میں پہل کرتے۔ خاص کر یتیم بچوں کے ساتھ آپ ﷺ بہت پیار کرتے تھے۔ جب بچے روتے تو آپ ﷺ کو بہت دکھ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں ارادہ کرتا ہوں کہ نماز کو طویل کروں لیکن بچے کی رونے کی آواز آتی ہے اور میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کہ اس بچے کی ماں کو تکلیف ہو رہی ہوگی۔" ایک مرتبہ ہنستے ہنستے بچے ایک جھیٹ میں آ کر مارے تو آپ ﷺ کو عالم ہوا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور فرمایا:

"ہر جان اللہ کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔"

ب :- زرق کمانے کے ناجائز ذرائع :-

(1) سود :-

آج کل سود بھی سرمایہ دارانہ نظام میں

Q. No. 5 (Page 2) سوال نمبر 5 (صفحہ 2)

روزی کمانے کا ایک ناجائز ذریعہ ہے لوگ اس کے ذریعے بھی روزی کماتے ہیں تو ناجائز ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

(2) :- جوا :-

جوا بھی آج کل ایک مقبول پیشہ بن گیا ہے۔ لوگ اس کے ذریعے روزی کماتے ہیں۔ اس میں ہارنے والے جیتنے والے کے خلاف برے جذبات رکھتا ہے اور جو جیتتا ہے وہ بھی یہی سمجھتا ہے کہ آج یا کل اسے یہ رقم واپس کرنی ہوگی۔ یوں جوا باز کبھی خوشحالی کا منہ نہیں دیکھتا۔ وہ کاروبار کہاں جائز ہو سکتا ہے جو محض اتفاق پر ہو۔ اسلام اس سے بچنے کی تعلیم دیتا ہے۔

(3) :- رشوت :- رشوت بھی آج کل روزی کمانے ایک ذریعہ ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ رشوت سے مراد وہ رقم جو کسی سے اس کا جائز یا ناجائز کام کرنے کے بدلے لیا جائے۔ جائز کام کرنا چاہیے۔ اور اس کا صلہ لینا اور بھی حرام ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:- "رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں جہنمی ہے"۔

(4) گداگری :-

گداگری سے مراد ہے لوگوں سے سوال کرنا۔ لوگ دوسروں پر بوجھ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے یہ ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا:- اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔